# نونہالانِ قوم کی تعلیم وتربیت کی عاجزانہ تجویز

عبدالشکور رحمانی روحانی

آج کا نونہال کل کا جوان، آج اپنے ماں باپ کالاڈلا، گھر میں سب منا منی کہیں، سب کی نظروں کا تارا، دادی اماں کا پیارا، کبھی دادا کے کندھوں پر اور کبھی ماں کی آغوش میں، آج کا نونہال کل کا جوان۔ جیسے جیسے یہ بڑا ہو رہا ہے ماں باپ اس کے بہتر مستقبل کی سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔ ابھی اس کی عمر ایک سال ہوئی والدین اس کی بہتر تعلیم وتربیت کے۔ لئے شہر کے اچھے اسکولوں میں داخلہ کے لئے تاریخ داخلہ کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔ ان جیسے بعض اسکولوں میں ایک قانون یہ بھی ہے کہ آپ کا بچہ/ بچی جب ایک سال کا ہو اور اگر اس سے پہلے آپ کا کوئی بچہ ہے اور وہ بھی پہلے سے اس اسکول میں داخل ہو تب اس کو داخلہ ملے گا، داخلہ ملنے کی صورت میں والدین کی خوشیاں دوبالا ہو جاتی ہیں۔ اپنے خاندان میں فخریہ بتایا جاتا ہے کہ میرے بچے/ بچی کو فلاں انگلش میڈیم اسکول یں داخلہ مل گیا ہے۔

ابھی یہ بچہ بولنا ہی شروع ہوتا ہے کہ ہر روز صبح سویرے ایک ماں اپنے چھوٹے سے بیٹے کو گود میں لئے ہوئے کھڑی گاڑی کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔ وہ بچہ مزے سے اپنی ماں کی بانہوں میں سو رہا ہوتا ہے، بچے کے پاؤں میں بوٹ ہوتا ہے اور جسم پر شیروانی والا سوٹ ہوتا ہے، اور گلے میں لٹکی ٹائی ہوتی ہے۔ گاڑی آتے ہی ہارن بجاتی ہے اور ماں اس بچے کو فوراً بٹھاتی ہے (گاڑی کی ایک آواز نے بچے کا استقبال کیا)۔ وہ آواز تھی گانے بجانے موسیقی کی (آدم زادا تنا لکھنے پڑھنے سے نہیں سیکھتا، جتنا آواز سے سیکھتا ہے) ایسے ماحول میں تربیت پانے والے بچے نے اپنی امی کو دیکھتے ہی آواز لگائی (ممی) اپنے ابو کو دیکھتے ہی آواز لگائی (ڈیڈی) اور اس موسیقی کا اثر یہ ہوا کہ بچے نے اپنے بازو اور جسم، ٹانگوں پاؤں کو چلاتے ہوئے سفید دانت نکالتے ہوئے کہتا ہے (Happy Eirth to You) بچے کی ماں اور باپ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے بچے کو انگلش بولنا آ گیا۔ کچھ دنوں بعد وہ بچہ (Dog, Cat) وغیرہ بولنا سیکھ گیا، جیسے ہی کتے کو دیکھتا ہے، کہتا ہے ممی ممی! (Dog) اور جیسے ہی بلی کو دیکھتا ہے کہتا ہے ممی ممی! (Cat) اور جیسے ہی گدھے کو دیکھتا ہے کہتا ہے ڈیڈی (Donkey) وغیرہ۔

(ہائے حسرت ہائے افسوس) آج مسلمان کے بچے کو جو سیکھنا تھا، یا جو سکھانا تھا۔ اللہ جل شانہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، آسمان کو کس نے بنایا، زمین کو کس نے بنایا، چاند ستاروں کو کس نے بنایا، آگ، ہوا، پانی اور مٹی کو کس نے بنایا، جب کھانا کھائیں تو کیا دعا پڑھیں، جب دودھ پئیں تو کیا دعا پڑھیں، جب پانی پئیں تو کیا دعا پڑھیں، جب سوئیں تو کیا دعا پڑھیں، جب مسجد میں داخل ہوں تو کیا دعا پڑھیں، اس بچے کو آج ہی تو سکھانا تھا الاسماء الحسنٰی، اللہ، الرحمٰن، الرحیم، الملک، القدوس الخ، آج ہی تو وقت تھا اس کو ثناء سکھانے کا، تعوذ سکھانے کا، تسمیہ سکھانے کا، مکمل نماز سکھانے کا اور طریقہ نماز سکھانے کا، نماز جنازہ سکھانے کا (تاکہ اگر کل بادشاہ بنے تو اپنی رعایا کو نماز پڑھا سکے اور اپنی رعایا کی نماز جنازہ پڑھا سکے)۔ ایک ایسا معصوم انسان کا بچہ (بالکل سفید کاغذ کی طرح اس کا ذہن) اس میں جو لکھنا چاہو، لکھ ڈالو۔ آج کے انگلش اسکولوں میں اس کاغذ پر ممی، ڈیڈی، ڈاگ، کیٹ، ڈونکی وغیرہ تو لکھا مگر ایمان، اللہ جل جلالہ کے احکامات، پیارے رسول اللہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور صحابہ کے واقعات!

ماں کسے کہتے ہیں؟ باپ کا کیا حق ہے؟ ایک استاد کا کیا حق ہے؟ وہ درس گاہ جس میں علم سیکھا اور سکھایا جاتا ہو، اس درس گاہ کا کیا حق ہے؟ وہ بزرگ جو اپنے چھوٹوں کی تربیت کرتے ہیں، ان کا کیا حق ہے؟ بہن، بیٹی کسے کہتے ہیں؟ قرآن وحدیث جو نظام حیات ہے ان میں کیا لکھا ہوا ہے؟ وہ مساجد جن میں انسان اپنی جبیں کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سامنے جھکا کر اپنے ضعف وعجز کا اظہار کرتا ہے ان مساجد کا کیا حق ہے؟ وہ اعمال کیا ہیں جن کے کرنے سے دنیا وآخرت کے کام بنتے ہیں؟

ان انگلش میڈیم اداروں نے بچوں کو ایسا مادر پدر آزاد ماحول دیا، جس میں نہ اللہ جل جلالہ کی پہچان، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان، نہ صحابہ کرام کی پہچان، نہ ماں کی قدر نہ باپ کی، نہ استاذ کی، نہ درسگاہ کی، جس میں علم سیکھا اور جس نے اس کو ناسمجھ سے سمجھ دار بنایا، نہ اپنے بزرگوں کی پہچان، نہ بہن بیٹی کی عزت، عصمت وحیا کی پہچان، نہ قرآن وحدیث کی پہچان، نہ مساجد واعمال سے تعلق۔ وہ ملک جس نے سب کچھ دیا نہ اس کی سرحدوں سے وفاداری (ایسے اداروں سے سادہ مسلمان کے علاوہ دین دار بھی متاثر ہوئے) اپنے بچے/بچیوں کو داخل کرایا۔ وطن عزیز کا ہر فرد عام ہو یا خاص، انگریزی زبان سے بہت متاثر ہے، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے وطن عزیز میں انگریزی کو ریڑھ کی ہڈی قرار دیا جا رہا ہے۔ اسکولوں، کالجوں، درسگاہوں اور عدالتوں میں، اسمبلیوں، ایئرپورٹ، سفارت خانوں، میڈیا اور اخباروں میں انگریزی ہی انگریزی کی رٹ ہے۔

مکار، چالاک، دشمن سے نہ تو ہماری سرحدیں محفوظ ہیں نہ درسگاہیں۔ کسی بھی ملک کے وجود یا اس کے

نظریئے کو ختم کرنا ہو تو اس کی سرحدوں پر حملہ چالاکی سے کیا جائے یا کرایا جائے، اور اس ملک کے نونہالوں اور نوجوانوں کے ذہنوں پر ان کی درسگاہوں میں تعلیم کے ذریعے چالاکی سے حملہ کیا جائے۔ وطن عزیز بھی کچھ ان جیسے حالات سے گزرتا رہا ہے۔ مکار، چالاک دشمن نے ہمارے ملک کی سرحدوں کو ختم کرنے کے لئے اس دن سے حملے شروع کردیئے تھے جب یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا۔ جب وہ اپنی ان سازشوں میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے ہمیں مفلوج کرنے کے لئے ہمارے ذہنوں پر میڈیا، اخبارات اور رسائل کے ذریعے حملہ کیا۔ کچھ حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہوا، لیکن 100 فیصد کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس نے ہماری درسگاہوں پر حملہ کیا اور ایسا تعلیمی نظام دیا جس نظام سے پڑھے ہوئے نوجوان ظاہر میں اپنے ملک کے باشندے ہوں، لیکن اندرونی طور پر وہ مغرب زدہ ہوں (لارڈ میکالے)۔ اپنے مکمل وسائل کے ساتھ، مکار، چالاک دشمن نے اپنے اس منصوبے کو سو فیصد عملی جامہ پہنانے کے لئے دینی درسگاہوں اور علماء کرام کو متعصب، انتہا پسند، قدامت پسند، فرقہ واریت کو فروغ دینے والے، تخریب کار، دہشت گرد جیسے نازیبا الفاظ دے کر موردِ الزام ٹھہرایا۔ مگر ان درسگاہوں کی حفاظت کرنے والے علماء کرام نے بروقت علم الٰہی قرآن وسنت سے اور اپنی روحانی مدبرانہ صفات سے مزین ہوکر اس مکار، چالاک دشمن کے ہر حملے کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی مدد سے مقابلہ کیا۔

علماء کے اس طبقے نے ہر دور میں صرف ایمان، اعمال کی بات نہیں کی، بلکہ اپنے ملک پاکستان کی سرحدوں کی بھی حفاظت کی، وطن عزیز کی درسگاہوں کی عزت وعظمت کو بھی برقرار رکھا۔ وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کی روک تھام میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ایسے ادارے قائم کئے جس میں غریب عوام کو مفت تعلیم دی جاتی ہے، مفت علاج مہیا کیا جاتا ہے، پہننے کے لئے کپڑے دیئے جاتے ہیں، یہ سارے کام اپنی مدد آپ کے تحت کئے، کسی این جی او سے مدد نہیں لی، کسی حکومتی ادارے سے امداد نہیں لی۔ بفضلہٖ تعالیٰ علماء کرام کی کاوشوں سے آج ہزاروں ایسے ادارے موجود ہیں جن میں وطن عزیز کے پسماندہ علاقے سے آئے ہوئے، عوام، بچے، بچیاں، بوڑھے، علم دین اور عصری علوم سیکھ رہے ہیں۔ ان مدارس میں سینکڑوں اور ہزاروں طلباء وطالبات کو روزانہ تین وقت ناشتہ، کھانا دیا جاتا ہے۔ ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے اور کتابیں مفت دی جاتی ہیں۔ یہ تمام ادارے بفضلہٖ تعالیٰ اپنی مدد آپ کے تحت چل رہے ہیں۔ یہ ادارے مملکتِ خداداد پاکستان کے سب سے بڑی این جی اوز ہیں۔ قابل تحسین ہیں وہ علمائے کرام اور معاونین جن کے تعاون سے آج یہ ادارے بفضلہٖ تعالیٰ قائم ودائم ہیں۔

آپ پھر اس مکار، چالاک دشمن نے عصری تعلیم کے ذریعے ہمارے ملک کی درسگاہوں، اداروں اور

سرحدوں پر حملہ کیا ہے۔ اس نازک وقت میں علماء کرام پھر سے کمر بستہ ہوکر اس مکار، چالاک دشمن سے اپنے ملک کی درسگاہوں، اداروں اور سرحدوں کی حفاظت کریں، اس سلسلے میں وفاق المدارس العربیہ، علماء کرام کی ٹیم اور اس کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ یہ بورڈ ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ہے اور اس ٹیم میں شامل تمام علماء کرام ہمارے سروں کے تاج ہیں، ہمارے لئے قابل فخر ہیں، ہمیں ان پر سو فیصد اعتماد ہے۔

اس سلسلے میں صدر وفاق المدارس العربیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کا وہ بیان جو ۱۱ شعبان ۱۴۲۸ھ کو جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر کیا، جس میں اہل مدارس کو اپنی نگرانی میں اسکول اور عصری درسگاہیں قائم کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے، وہ بیان قابل تائید اور قابل تقلید ہے۔

مولانا مدظلہ فرماتے ہیں کہ آج کی صورت حال یہ ہے کہ لوگوں کو مرتد بنایا جارہا ہے، لوگوں کے دین اور ان کے ایمان پر ڈاکے ڈالے جارہے ہیں، آج کی صورت حال یہ ہے کہ ہماری نئی نسل جو اسکولوں کے اندر داخل ہورہی ہے، جو اسکولوں کے اندر تعلیم حاصل کررہی ہے، شاید کوئی ایک آدھ اس زہر سے محفوظ رہتا ہوگا، ورنہ تو ساری کی ساری نسل جو اسکولوں کے اندر، کالجوں کے اندر، یونیورسٹیوں کے اندر تعلیم حاصل کررہی ہے، وہ ساری کی ساری دین اسلام کو خیرباد کہہ رہی ہے، ساری کی ساری دین اسلام سے بیزار ہورہی ہے۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ اس کا علاج کیا ہے؟

اس کا علاج یہ ہے کہ آپ باقاعدہ ایسے انگریزی مدارس قائم کریں جس کے اندر اعلیٰ درجے کی انگریزی زبان بھی سکھائی جائے اور اعلیٰ درجے کی دینی اور اسلامی تربیت بھی کی جائے اور ان کو ایسا بنادیا جائے کہ وہ عصر حاضر کے ہر چیلنج کا مقابلہ کرسکیں۔ آگے مولانا مدظلہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس اس طرح کے ماڈرن انگلش اسکول بنائے جائیں گے تو ایک کھیپ تیار ہوگی۔ اسی طرح ہر شہر کے اندر جہاں بڑے بڑے مدرسے ہیں، وہ اس طرح کے اسکول قائم کریں گے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتنے لوگ آپ کے تیار ہوجائیں گے کہ فوج کے اونچے عہدوں پر پہنچیں گے۔ عدلیہ کے اونچے عہدوں پر پہنچیں گے اور اسی طریقے سے دوسرے تمام مقامات پر آپ کے تیار کیے ہوئے وہ لوگ موجود ہوں گے۔ شرط یہی ہے، ضروری یہی ہے کہ ان کی تربیت اتنی اعلیٰ درجے کی ہو، اور ان کو اس معیار پر تیار کیا جائے کہ اسلام ان کی رگ و ریشے میں پیوست ہوجائے اور انگریزی زبان اور عصری علوم پر ان کا عبور قابل رشک قرار پائے۔ یہ صورت حال آپ نے اختیار کی تو موجودہ حالات کا آپ مقابلہ کرسکیں گے۔

مولانا مدظلہ فرماتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ تعلیم وتربیت جب ابتداء سے ہوتی ہے تو اس تعلیم وتربیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی جس عمر تک پہنچ جاتا ہے اس تربیت کا اثر زائل نہیں ہوتا۔ اس لئے میں علماء کرام اور اہل مدارس کی خدمت میں دست بستہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ:

برادران اسلام، والدین، اساتذہ کرام، محبین وطن وعوام الناس کے لئے اپنے ملک پاکستان کی بقاء کے لئے آج کے نونہال، کل کے جوان کی صحیح تعلیم وتربیت کے لئے، ان درسگاہوں کی حفاظت کے لئے، اور دین اسلام کی صحیح ترویج واشاعت کے لئے، اہل مدارس وعلماء کرام کو اپنی نگرانی میں اسکول اور عصری درسگاہیں قائم کرنے کی بروقت ضرورت ہے۔ جس کا حکم محدث العصر، فقیہ امت، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے دیا۔ آخر میں حدیث کے حوالہ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو اپنے زمانہ میں بڑے عالم اور بڑے مفتی شمار ہوتے تھے، بالخصوص فرائض کے ماہر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں فتوی، قضاء، فرائض، قراءت میں ان کا شمار چوٹی کے لوگوں میں تھا۔ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطوط یہود کے پاس بھیجنا ہوتے تھے، وہ یہود ہی لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی جو خط وکتابت ہوتی ہے، اس پر مجھے اطمینان نہیں کہ گڑ بڑ نہ کردیتے ہوں، تو یہود کی زبان سیکھ لے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پندرہ دن میں ان کی زبان (عبرانی) میں کامل ہوگیا تھا۔ اس کے بعد سے جو تحریر ان کو جاتی وہ میں ہی لکھتا اور جو تحریر یہود کے پاس سے آتی وہ میں ہی پڑھتا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بعض لوگوں کو (سریانی) زبان میں خطوط لکھنا پڑتے ہیں، اس لئے مجھ کو (سریانی) زبان سیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا، میں نے سترہ دن میں (سریانی) زبان سیکھ لی تھی۔ (از فضائل اعمال، فتح، اصابہ۔ مسند احمد)

والدین سے گزارش ہے کہ اپنے نونہالوں کے لئے ایسے اداروں کا انتخاب کریں، جس میں علماء کرام کی نگرانی میں جدید عصری علوم کے ساتھ دینی علوم پڑھائے جاتے ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم، سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔

☆☆......☆☆